تحفظِ ختم نبوت میں شاہ عبد القادر رائے پوریؒ کے کردار کا تجزیاتی مطالعہ

An Analytical Study of Maulana Shah Abdul Qadir Raipuri's Role in Protection of Belief of The Finality of Prophethood

شازیہ بانو*

کلثوم پراچہ**

Abstract

Maulana Shah Abdul Qadir Raipuri (RA) (1878–1962) is a very distinguished religious personality of Indian sub-continent. He was a great Sufi, a staunch leader of independence movement and 2nd successor of *Khānqāh* Rahemia Raipur (Saharanpur, U.P. India), a very prominent *Khānqāh* of Indian sub-continent. This study is an attempt to demarcate his teachings and guidance which influenced many religious movements of Pakistan. As a great Sufi ،he was well versed in contemporary Islamic religious and political matters. Prominent figures from religious and political sphere frequented his sittings and seek his guidance on such matters. He played a distinguished role in guidance of Khatme Nabuwat (Finality of Prophethood) cause. He opposed "Qadiani Tehreek" due to their unorthodox beliefs.

Keywords: Moulana Shah Abdul Qadir Raipuri, Spiritual Reformer, Religious Scholar, Qadiani Movement, Majlis Tahaffuz Khatme Nabowat, Finality of Prophethood.

بر صغیر پر برطانوی سامراج نے قبضہ مکمل کرنے کے بعد اپنے تسلط کے دوام کے لیے "لڑاؤ اور حکومت کرو" کی حکمت عملی کو مستقل طور پر اختیار کر لیا۔ اسی سلسلے میں تفرقہ بازی کے لیے ایک ایسے نبوت کے دعویٰ دار کی حاجت ہوئی جو اس کے ظلم پر مبنی نظام حکومت کو "سند الہام" عطا کرے۔ اسی مقصد کے تحت انگریز نے ہندوستان بھر سے اپنے مطلب کا آدمی، تلاش کرنا شروع کر دیا۔ اللہ رب العزت کی قدرت کہ فتنہ قادیانیت کے ظہور سے پہلے مورث اعلیٰ دار العلوم دیوبند، حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ، پر اللہ تعالیٰ نے یہ فتنہ منکشف فرما دیا تھا۔ جس کے بارے انہوں نے مولانا پیر مہر علی شاہ گولڑویؒ[1] کو مکہ ہی میں مطلعہ کرتے ہوئے فرمایا:

* اسسٹنٹ پروفیسر، اسلامیات، گورنمنٹ ایسوسی ایٹ کالج برائے خواتین، چونگی نمبر 14، ملتان۔

** ایسوسی ایٹ پروفیسر، شعبہ علوم اسلامیہ وتقابل ادیان، خواتین یونیورسٹی، ملتان۔

[1] پیر مہر علی شاہ گولڑوی (۴ اپریل ۱۸۵۹ء تا ۱۱ مئی ۱۰۳۷ء) چودھویں صدی کے مجدد تھے آپ ۱۳۰۰ھ کے شروع میں علوم طاہرہ و باطنہ، شریعت و طریقت کے اعلیٰ مقام پر فائز تھے۔ حق گوئی اور بے باکی آپ کی سرشت میں موجود تھی جب فتنہ قادیانیت نے سر اٹھایا

"ہندوستان میں عنقریب ایک فتنہ نمودار ہو گا تم ضرور اپنے وطن واپس چلے جاؤ اگر بالغرض تم ہندوستان میں خاموش بھی بیٹھے رہے تو وہ فتنہ ترقی نہ کرے گا اور ملک میں سکون ہو گا میرے (پیر صاحبؒ) نزدیک حاجی صاحبؒ کی فتنہ سے مراد فتنہ قادیانیت تھی۔"[2]

مندرجہ بالا واقعہ یہ بات ثابت کرتا ہے کہ منکر ختم نبوت مرزا غلام احمد قادیانی[3] کے ظہور سے قبل ہی اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو فتنہ قادیانیت کے انسداد کی طرف متوجہ فرما دیا تھا۔ انگریز کی باقاعدہ حکمت عملی کے تحت مرزا غلام احمد قادیانی نے بتدریجاً مبلغ، مناظر، مجدد، مہدی، مسیح، ظلی وبروزی، تشریعی نبی اور پھر معاذ اللہ خدا ہونے تک کے دعوے کئے۔ براہین احمدیہ، مرزا قادیانی کی سب سے پہلی کتاب، جب شائع ہوئی تو سب سے پہلے جس عارف باللہ نے اپنی فراست کی بنیاد پر اندازہ لگا لیا تھا کہ مستقبل میں مرزا نا صرف مرتد ہو جائے گا بلکہ نبوت کا دعویٰ بھی کر دے گا۔ وہ حضرت میاں شاہ عبد الرحیم سہارن پوریؒ تھے۔ میاں شاہ عبد الرحیم سہارنپوریؒ[4] کے پاس جب اس کی کتاب پر رائے لینے کے لیے قادیانی وفد آیا تو آپ نے فرمایا:

"کہ مجھ سے پوچھتے ہو تو سن لو!"

یہ شخص تھوڑے دنوں میں ایسے دعوے کرے گا جو نہ رکھے جائیں گے نہ اٹھائیں جائیں گے۔

تو آپ نے پوری قوت کے ساتھ اس کے خلاف علم جہاد بلند کیا۔ فکری موضوعات پر متعدد کتب تحریر فرمائیں جن سے آج تک ایک عالم فیض یاب ہو رہا ہے۔ جن میں تحقیق الحق فی کلمۃ الحق، شمس الھدایہ فی اثبات حیات المسیح، فیض چشتیائی، الفتوحات الصمدیہ، تصفیہ ما بین سنی وشعیہ، فتاویٰ مہریہ وغیرہ وغیرہ۔ آپ کی ذات سے قادیانیت، نیچریت، چکڑالویت کے خلاف اسلامیان ہند کو بہت فیض پہنچا۔

[2] بخاری، محمد کفیل، سید امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ، روز نامہ نوائے وقت ملتان، ۲۲ اگست ۲۰۱۴ء۔

[3] مرزا غلام احمد قادیانی ۱۳ فروری ۱۸۳۵ء میں پیدا ہوا، قادیان مشرقی پنجاب، ہندوستان کا رہائشی تھا۔ مرزا نے بتدریج مسیح موعود پھر مہدی آخر الزماں بالآخر نبی ہونے کا دعوی کر دیا۔ ۱۸۸۸ء میں مرزا نے دعویٰ کر دیا کہ اسے جماعت اکھٹی کرنے کا حکم ملا ہے جس کے لیے اسنے بیعت بھی لینا شروع کر دی اور ۲۳ مارچ ۱۸۸۹ء کو لدھیانہ میں جماعت احمدیہ (اس جماعت کو قادیانی اور مرزائی بھی کہا جاتا ہے)، کی بنیاد رکھی۔ ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو انتقال کے وقت ۷۳ سال عمر تھی۔

[4] مولانا شاہ عبد الرحیم سرساوہ ضلع سہارن پور کے رہنے والے تھے سوات کے معروف بزرگ اخوند عبد الغفور سے سلوک کی تعلیم حاصل کی اور مجاز بیعت ہوئے ۲۱ ربیع الاول ۱۳۰۳ھ کو وفات پائی خلفاء میں مولانا شاہ عبد الرحیم رائے پوری، محمد امیر باز خان اور مولانا عبد اللہ شاہ کرنالی کے نام نمایاں ہیں۔" https://ur.m.wikipedia.org, access 28 July, 2022, 2:30pm

قادیانی وفد یہ سن کر نالاں ہوا کہ دیکھو درویش کو بھی دوسرے لوگوں کا شہرت پانا گراں گذرتا ہے میاں صاحبؒ نے فرمایا:

مجھ سے پوچھا ہے تو جو سمجھ میں آیا بتا دیا، ہم تو اس وقت زندہ نہ ہوں گے، تم آگے دیکھ لینا۔[5]

افکار ختم نبوت کے خلاف بیداری مہم کا آغاز مرزا غلام احمد قادیانی نے جب پر پُرزے نکالے اور اپنا گروہ بڑھانے کے لیے ۱۳۰۱ھ مطابق ۱۸۸۴ء میں لدھیانہ آیا تو مولانا محمد لدھیانویؒ[6]، مولانا عبد اللہ لدھیانویؒ اور مولانا محمد اسماعیل لدھیانویؒ نے فتویٰ دیا کہ مرزا غلام احمد قادیانی مجدد نہیں بلکہ ملحد اور زندیق ہے۔[7] یہ مرزا قادیانی کے خلاف سب سے پہلا فتوی شمار ہوتا ہے۔

بعد ازیں اس سلسلہ میں ایک باضابطہ فتوی تیار کیا گیا جس پر اپنے دور کے مستند اہل علم نے اپنے دستخط ثبت کیئے اور دار العلوم دیوبند کے مدرس مولانا محمد سہولؒ نے ۱۲ صفر ۱۳۳۱ھ کو فتویٰ جاری کیا جس کے اہم نکات درج ذیل ہیں:

۱۔ "مرزا غلام احمد قادیانی مرتد، زندیق، ملحد اور کافر ہے۔"

۲۔ "اس کے ماننے والوں سے اسلامی معاملہ کرنا شرعاً درست نہیں مسلمانوں پر لازم ہے کہ مرزائیوں کو سلام نہ کریں ان سے رشتہ ناطہ نہ کریں۔ ان کا ذبیحہ نہ کھائیں۔"

۳۔ "مرزائیوں کے پیچھے نماز پڑھنا ایسے ہے جیسے یہود و نصاریٰ اور ہندو کے پیچھے نماز پڑھنا۔"

---

[5] رائے پوریؒ، حبیب الرحمن، مولانا، **ارشادات حضرت مولانا شاہ عبد القادر رائے پوریؒ**، (لاہور: سید احمد شہید اکیڈمی، ۱۹۹۷ء)، ۱۶۹

[6] یہ مولانا محمد لدھیانوی معروف احرار رہنما مولانا حبیب الرحمن لدھیانویؒ کے دادا تھے، مولانا حبیب الرحمن لدھیانوی (۱۹۵۶-۱۸۹۲) کا تعلق علمائے لدھیانہ کے اس خاندان سے تھا جنہوں نے مرزا غلام احمد قادیانی پر کفر کا فتویٰ لگایا۔ آپ پنجاب خلافت کمیٹی کے سربراہ تھے۔ جب تحریک خلافت کی بنیادیں کمزور اور اس کا شیرازہ بکھرنے لگا تو پنجاب میں تحریک خلافت کے رہنماؤں نے مجلس احرار اسلام کے نام سے نئی مورچہ بندی کی تو مولانا حبیب الرحمن لدھیانوی کو اس کے پہلے سربراہ کے طور پر چنا گیا۔ اور سالہا سال تک اس حیثیت سے آل انڈیا مجلس احرارِ اسلام کی قیادت کی۔ آپ کا شمار تحریک پاکستان کے سرکردہ مخالفین میں ہوتا ہے"، الراشدی، ابو عمار زاہد، حضرت مولانا حبیب الرحمن لدھیانوی، روزنامہ پاکستان، لاہور، ۳ ستمبر ۲۰۱۲ء۔

[7] اللہ وسایا، مولانا، **آئینہ قادیانیت**، (لاہور: مکتبۃ الحرمین، ۱۴۳۱ھ)، ۱۱۹-۱۲۰

۴۔"مرزائی مسلمانوں کی مساجد میں نہیں آسکتے مرزائیوں کو مسلمانوں کی مساجد میں عبادت کی اجازت دینا ایسے ہے جیسے ہندوؤں کو مسجد میں پوجا پاٹ کی اجازت دینا۔"

5۔مرزا غلام احمد قادیانی، قادیان، مشرقی پنجاب، ہندوستان، کا رہنے والا تھا، اس لیے اس کے پیرو کاروں کو "قادیانی" یا"فرقہ غلامیہ" بلکہ "جماعت شیطانیہ ابلیسیہ" کہا جائے۔[8]

اس فتویٰ پر شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن دیوبندیؒ، حضرت مولانا سید محمد انور شاہ کشمیریؒ، حضرت مولانا مفتی محمد حسنؒ، حضرت مولانا سید مرتضیٰ حسن چاندپوریؒ، حضرت مفتی عزیز الرحمن دیوبندیؒ، حضرت مولانا عبد السمیعؒ، حضرت مولانا اعزاز علی دیوبندیؒ، حضرت مولانا محمد ابراہیم بلیلاویؒ، حضرت مولانا حبیب الرحمن عثمانیؒ سمیت کئی بڑے بڑے علمائے کرام کے تصدیقی دستخط تھے جن کا تعلق دہلی، کلکتہ، ڈھاکہ، راولپنڈی، پشاور، ملتان، دیوبند، سہارنپور، ہزارہ، رام پور، وزیر آباد، مراد آباد اور میانوالی سمیت پورے ہندوستان سے تھا۔ اس بات سے اس فتویٰ کی اہمیت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ آج جب کہ اس فتویٰ کو سو سال سے زائد عرصہ گزر چکا ہے اور قادیانی جماعت کے نظریات کھل کر سامنے آچکے ہیں اس فتویٰ میں مزید ترمیم کی ضرورت پیش نہیں آئی۔ اس امر سے ان اکابرین کی دور اندیشی اور باریک بینی کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے جنہوں نے ایسا جامع فتویٰ دیا۔ بعد ازاں ۱۳۳۲ھ میں دار العلوم دیوبند سے ایک اور فتویٰ قادیانیوں سے نکاح کی حرمت کے حوالے جاری ہوا۔ یہ فتویٰ مفتی عزیز الرحمن کا مرتب کردہ ہے اس پر دار العلوم دیوبند سے حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ، حضرت مولانا سید اصغر حسینؒ، حضرت مولانا رسول خانؒ حضرت مولانا گل محمد خانؒ، رائے پور سے حضرت مولانا شاہ عبد الرحیم رائے پوریؒ، حضرت مولانا شاہ عبد القادر رائے پوریؒ، دہلی سے حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ دہلویؒ، سہارنپور سے مظاہر العلوم کے مہتمم حضرت مولانا عنایت الٰہیؒ، حضرت مولانا عبد الرحمن کامل پوریؒ، حضرت مولانا جلیل احمد سہارنپوریؒ، حضرت مولانا عبد الطیفؒ، حضرت مولانا بدر عالم میرٹھیؒ اور تھانہ بھون سے حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ غرض کہ لکھنو، کلکتہ، آگرہ، بنارس، مراد آباد، لدھیانہ، پشاور، لاہور، امرتسر، راولپنڈی، ہوشیار پور، ملتان، حیدر آباد دکن، رام پور، بھوپال سے علماء کی ایک بہت بڑی تعداد کے دستخط ہیں۔ اس فتویٰ کا نام "فتویٰ تکفیر قادیان" ہے جو دیوبند کے کتب خانہ اعزازیہ سے نشر ہوا۔[9]

---

[8] اللہ وسایا، مولانا، **آئینہ قادیانیت**، (لاہور: مکتبۃ الحرمین، ۱۴۳۱ھ)، ۱۲۱

[9] للہی، محمد حسین انصاری، صاحبزادہ، ڈاکٹر، **حیات طیبہ**، ۴۹۹

مولانا شاہ عبد القادر رائے پوریؒ کا قومی و ملی کردار:

زیر نظر مضمون میں تحفظ ختم نبوت کے حوالہ سے مولانا شاہ عبد القادر رائے پوریؒ کے کردار کا خصوصی طور پر جائزہ لینا مقصود ہے، حضرت مولانا شاہ عبد القادر رائے پوریؒ اپنے دور میں خانقاہ رائے پور کے سرپرست علماء ہند و پاکستان کے مربی اور امت مسلمہ کے ایک طبقے کے ماویٰ و ملجا تھے مسلمانوں کے ایک بڑے طبقے نے تزکیہ نفس اور اصلاح باطن میں ان سے استفادہ کیا۔ ان کے طرز تربیت ور ہنمائی میں سلف صالحین کا اخلاص، شریعت پر اعتماد ، سنت کا وقار اور دورِ حاضر کا ادراک رل مل گیا تھا۔[10] آپ کی ولادت پنجاب کے ایک گاؤں ڈھڈیاں ضلع سرگودھا میں ماہ ربیع الاول ۱۲۹۲ھ بمطابق ۱۸۷۳ء حضرت حافظ احمد صاحبؒ کے گھر ہوئی[11]۔ آپ کا تعلق تھوہا محرم خان تحصیل تلاگنگ ضلع چکوال پنجاب کے علمی گھرانے سے تھا۔[12] آپ قوم کے اعوان تھے۔[13] آپ نے شاہ عبد الرحیم رائے پوریؒ کے پاس سلوک حاصل کیا۔ حضرت رائے پوریؒ، نہ صرف صاحب شریعت وطریقت بزرگ تھے بلکہ ان میں ملی احساس وشعور اور قومی خودداری کا جذبہ اس قدر غالب تھا کہ اپنے دور میں کئی ملی اور قومی تحریکات وشخصیات کی نہ صرف حوصلہ افزائی کی بلکہ ان کی بھرپور سرپرستی کی اور انہیں گرانقدر رہنمائی سے نوازا، چنانچہ اس ضمن میں جمعیۃ علماء ہند، آل انڈیا کانگریس کے بعض مسلم ارکان، جمعیۃ علماء اسلام پاکستان اور مسلم لیگ کے (صوفی عبد الحمید خان صاحب صدر مسلم لیگ پنجاب) سمیت کئی لیگی رہنماء ان سے مخلصانہ اور خادمانہ تعلقات رکھتے تھے۔ اسی طرح حضرت مولانا محمد الیاس دہلویؒ اور ان کی تبلیغی جماعت کے اکابرین اور ارکان جیسے حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریاؒ، مولانا محمد یوسفؒ، مولانا محمد منظور نعمانیؒ وغیرھم بھی سے مخلصانہ تعلق رکھتے تھے اور حضرتؒ بھی تبلیغی جماعت کے بڑے اجتماعات میں وقتاً فوقتاً شرکت فرماتے تھے اور اس تحریک کی سرپرستی فرماتے تھے۔ اہم مشورے اور ہدایات بھی دیتے تھے۔ شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا نے حکایات صحابہ 1ھ فضائل اعمال کی بعض کتابیں

---

[10] نشاط، عبد الرحمن شاہ، ڈاکٹر، **مولانا شاہ عبد القادر رائے پوری کی تعلیمات**، کتاب بچھلا کور، (نئی دہلی: ابو الحسن علی ندوی اسٹڈی سرکل)

[11] ندوی، ابو الحسن علی، **سوانح حضرت مولانا شاہ عبد القادر رائے پوری**، (کراچی: مجلس نشریات اسلام)، ۳۸

[12] ایضاً، ۳۱

[13] رائے پوری، حبیب الرحمن، **مولانا ارشادات**، (لاہور: سید شہید اکیڈمی، مقدمہ)، ۷

حضرت ہی کے ایماء اور فرمائش سے لکھیں۔ جو آج دنیا میں بے شمار مقامات پر ہر جگہ پڑھی سنی جاتی ہیں۔[14] ۱۵ ربیع الاول ۱۳۸۲ھ بمطابق ۱۶ اگست ۱۹۶۲ء کو مولانا شاہ عبد القادر رائے پوری خالق حقیقی سے جا ملے۔[15]

سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کی حضرت رائے پوریؒ سے بیعتِ ارادت:

مولانا شاہ عبد القادر رائے پوریؒ نے خاص طور پر جن قومی و ملی تحریکات کی سرپرستی کی ان میں انگریز استعمار اور اس کے آلہ کار عناصر کے خلاف عوامی بیداری کی تحریکات خصوصاً لائق ذکر ہیں، ان میں سے انہوں نے تحفظ ختم نبوت کے حوالہ سے مجلس احرار اسلام اور اس کے رہنماؤں حضرت مولانا حبیب الرحمن لدھیانویؒ اور برصغیر کے نامور خطیب عالم دین مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کے ذریعہ اپنا کردار ادا کیا۔ حضرت مولانا سید عطا اللہ شاہ بخاریؒ پہلے حضرت پیر سید مہر علی شاہؒ سے بیعت تھے۔ ان کی وفات کے بعد مختلف مشائخ کے ہاں گئے لیکن اطمینان نہ ہوا۔ حضرت میاں شیر محمد شرقپوریؒ کی خدمت میں بھی گئے۔ میاں صاحب نے طویل مراقبہ کے بعد معذرت فرمائی۔ پھر مولانا حبیب الرحمن لدھیانویؒ کی وساطت سے حضرت مولانا شاہ عبد القادر رائے پوریؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے ابتداء میں حضرت رائے پوریؒ نے انکار فرمایا کہ میں تو کوئی چیز نہیں آپ بڑے لوگ ہیں۔ آخر بڑے اصرار کے بعد لاہور میں حضرت مولانا عبد اللہ فاروقیؒ کے مکان پر غالباً ۱۹۳۹ء میں حضرتؒ نے شاہ صاحبؒ کو بیعت فرمایا۔ پھر عرصے بعد اجازت و خلافت سے نوازا۔ حضرت مولانا شاہ عبد القادر رائے پوریؒ نے فرمایا:

"شاہ جی تو دلوں کے بادشاہ ہیں۔ آپ اپنی تقریر کے ذریعے بہت عبادت کر لیتے ہیں۔"[16] مرشد سے مرید کے اعتقاد کا یہ حال تھا کہ جب ملتان میں حضرت کو اپنے ہاں مدعو کیا تو شاہ صاحبؒ نے حضرت سے متعلق دوسری خدمات تو اپنے صاحبزادگان کے سپرد کیں لیکن فرمایا کہ آلائش میں خود صاف کروں گا۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرمایا کرتے تھے کہ میں جہاں بھی گیا وہیں دو باتیں دیکھیں، یا انگریز کا خوف دیکھا یا انگریز کی حمایت دیکھی، حتی کہ بڑے بڑے مشائخ کے ہاں بھی یہ باتیں دیکھیں۔ لیکن رائے پور میں صرف خوف خدا دیکھا۔[17]

---

[14] اللہ وسایا، مولانا، **آئینہ قادیانیت**، ۱۲۴

[15] قاسمی، محمد سلیمان، مفتی، **مختصر حالات زندگی حضرت مولانا شاہ عبد القادر رائے پوری**، (کراچی: ادارۃ المعارف)، ۱۹۱

[16] روزنامہ نوائے وقت ملتان، ۲۲ اگست، ۲۰۱۴ء

[17] ایضاً، ۱۲۵، ۱۲۴

مولانا سید عطا اللہ شاہ بخاریؒ ایک جامع شخصیت تھے۔ مگر خطابت میں انکو کمال ملکہ تھا۔ میں ۱۹۱۶ء انہوں نے اپنی سیاسی و سماجی زندگی کا آغاز کر دیا تھا۔ ۱۹۱۹ میں جلیانوالہ باغ میں ہونے والے قتل عام کی مخالفت میں صدائے احتجاج بلند کرنے پر برصغیر کے سیاسی منظر نامے پر انکا پورے ہندوستان میں تعارف ہوا۔ ان کی پرجوش خطابت سے متاثر ہو کر مولانا محمد علی جوہرؒ نے فرمایا کہ:

"بخاری مقرر نہیں ساحر ہے تقریر نہیں جادو کرتا ہے۔"[18]

۱۹۳۰ء میں جب علامہ اقبالؒ نے لاہور میں موچی دروازہ پر اجتماع میں سنا تو بولے کہ:

"شاہ جی اسلام کی چلتی پھرتی تلوار ہیں۔"[19]

علامہ محمد انور شاہ کشمیریؒ نے شاہ جی پر نگاہ ڈالتے ہوئے فرمایا کہ:

"عطاء اللہ عہد نبوت میں ہوتے تو ناقہ، رسالت کے حدی خواں ہوتے، میں انہیں امیر شریعت منتخب کرتا ہوں۔"[20]

پیر سید مہر علی شاہؒ نے شاہ جی سے فرمایا:

"قدرت نے آپ کو لسّان پیدا کیا ہے۔ اس میدان میں آپ کبھی پیچھے نہیں رہیں گے۔"

شاہ جی نے برطانوی سامراج کے خلاف وطن کی آزادی کی ہر تحریک اور جدوجہد میں بھرپور حصہ لیا۔ اسی بنا سید عطا اللہ شاہ بخاریؒ کے ۱۰ سال قید و بند کی صعبتوں میں گزرے، خود فرمایا کہ:

"زندگی ہی کیا ہے۔ تین چوتھائی ریل میں گزر گئی اور ایک چوتھائی جیل میں۔"

---

[18] بخاری، محمد کفیل، سید امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ، نوائے وقت ۲۲ اگست ۲۰۱۴ء

[19] ایضاً

[20] ایضاً، حضرت امام العصر مولانا محمد انور شاہ کشمیری نے تحریک ختم نبوت کو باقاعدہ منظم کرنے کے لیے حضرت مولانا سید عطا اللہ بخاری کو "امیر شریعت" مقرر کیا اور انجمن خدام الدین کے عظیم الشان اجلاس منعقدہ مارچ ۱۹۳۰ء میں ان کے ہاتھ میں ہاتھ دے کر ہندوستان کے ممتاز ترین پانچ سو علماء کی بیعت ان کے ہاتھ میں کرائی۔ ظاہر بین نظریں یہ دیکھ رہی تھیں۔ دارالعلوم دیوبند کا علامہ محمد انور شاہ کشمیری "امیر شریعت" کے ہاتھ پر بیعت کر رہا تھا، لدھیانوی، محمد یوسف، مولانا، تحفہ قادیانیت، لاہور، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت، ۱۹۹۳ء، ۵۸

قیام پاکستان کے بعد بھی سرکاری سطح پر قادیانیوں کو مسلمان تصور کیا جاتا تھا۔ مجلس تحفظ ختم نبوت نے قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دلوانے کے لیے ۱۹۵۳ء میں ایک عظیم الشان تحریک چلائی جس میں یہ تین مطالبات پیش کئے گئے۔

۱۔ قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دیا جائے۔

۲۔ ظفر اللہ خان قادیانی کو وزارت خارجہ سے ہٹایا جائے۔

۳۔ تمام کلیدی اسامیوں سے قادیانیوں کو برطرف کیا جائے

وقت کی حکومت نے اس مقدس تحریک کو کچلنے کا فیصلہ کیا نتیجتاً دس ہزار مسلمان شہید ہو گئے۔

تحفظ ختم نبوت کے حوالے سے مولانا عطا اللہ شاہ بخاریؒ اور ان کے رفقاء نے یکسوئی ذمہ داری اور جرات و قربانی کا بے مثال مظاہرہ کیا۔ غالباً ۱۹۵۵ میں فیصل آباد دھوبی گھاٹ کے میدان میں ضعیفی اور علالت کے سب بیٹھ کر تقریر فرمارہے تھے دوران تقریر کسی نے چٹ بھیج دی لکھاہوا تھا کہ جو لوگ ختم نبوت کی تحریک میں شہید ہو گئے ہیں ان کا ذمہ دار کون ہے آپؒ نے فرمایا

"سنو! ان شہداء کا میں ذمہ دار ہوں۔ نہیں نہیں آئندہ بھی جو حضور اکرم ﷺ کی عزت و ناموس کی خاطر شہید ہوں گے ان کا بھی میں ذمہ دار ہوں۔۔۔ تم بھی گواہ رہو، اے اللہ تو بھی گواہ رہنا، شہداکا میں خود ذمہ دار ہوں اور جب تک یہ مسئلہ حل نہیں ہوتا اگر میں زندہ رہا اور موقع ملا تو پھر بھی ایسا ہی ہو گا۔ اگر کل مسلمان حضور ﷺ کے جوتے کے ایک تسمے پر قربان ہو جائیں تو پھر بھی حق ادا نہ ہو گا۔"[21]

اللہ تعالیٰ نے ان کے تنہا وجود سے وہ کام لیا جو ایک جماعت اور ادارے کا تھا۔ گرچہ شاہ جی آج ہمارے درمیان میں موجود نہیں مگر ان کی راہ کے نقوش، ان کا عقیدہ و فکر اور انکے زریں کارنامے ان کی جدوجہد کا تسلسل قائم رکھے ہوئے ہیں۔

مجلس تحفظ ختم نبوت کی سرپرستی:

قادیانیوں کا اندازہ تھا کہ پاکستان کے کلیدی عہدوں پر ان کا اثر ورسوخ ہے۔ پاکستان کے وزیر خارجہ جیسا اہم عہدہ ظفر اللہ خان قادیانی کے پاس ہے جو ربوہ سے براہ راست احکامات لیتا ہے۔ ایسے میں پاکستان کو مرزا غلام

---

[21] لدھیانوی، محمد یوسف، **مولانا تحفہ قادیانیت**، ۱۷۷

احمد قادیانی کی نبوت کا گڑھ بنانے میں انہیں کوئی رکاوٹ نہیں آئے گی۔ اسکی وجہ یہ بھی تھی کہ تقسیم کے بعد انکی سب سے زیادہ مزاحمت کرنے والی جماعت احرار اسلام بکھر چکی تھی۔ تنظیم اور تنظیمی وسائل کا فقدان تھا قادیانیوں کا مضبوط خیال تھا کہ اب ختم نبوت کی حفاظت کا فریضہ نبھانے کی ہمت کسی کو نہ ہو گی لیکن ان سے یہ بات نظر انداز ہو گئی کہ حفاظت دین اور "تحفظ ختم نبوت "کا کام اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمہ لیا ہے اور وہ اس کام کے لیے خود ہی معاشرے سے افراد چن لیتا ہے۔[22]

مولانا رائے پوریؒ کی خصوصی توجہ پر سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ نے اس وقت کی معروضی صورت حال کے مطابق قادیانی تحریک کے سد باب کی حکمت عملی ترتیب دینے کے لیے ایک چھوٹی سی "مسجد سراجاں، ملتان" میں ۱۹۴۹ء کو ایک مشاورتی اجلاس کا انعقاد کیا۔ جس میں شاہ جیؒ کے علاوہ مولانا عبد الرحمن میانویؒ، خطیب پاکستان مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادی، مولانا محمد علی جالندھریؒ، مولانا تاج محمود لائلپوریؒ اور مولانا محمد شریف جالندھریؒ شریک ہوئے۔ نہایت غور وخوض کے بعد ایک تبلیغی، غیر سیاسی تنظیم "مجلس تحفظ ختم نبوت" کی تاسیس کی گئی جس کا ابتدائی فنڈ یومیہ ایک روپیہ طے پایا۔ اور مسجد سراجاں، ملتان کے چھوٹے سے حجرہ میں مجلس تحفظ ختم نبوت کا اول ہیڈ آفس قائم کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی مدد سے اس چھوٹی سی تحریک کو ایسی ترقی نصیب کی کہ آج اس کے دفاتر پوری دنیا میں پھیل چکے ہیں اور یہ ایک بین الاقوامی شہرت یافتہ تحریک بن چکی ہے۔[23]

مولانا عطا اللہ شاہ بخاریؒ اپنے مرشد (حضرت مولانا شاہ عبد القادر رائے پوریؒ) کا حد درجہ احترام وادب کرتے تھے۔ حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ نے ایک جلسہ عام میں مسئلہ ختم نبوت کی اہمیت بیان کرتے ہوئے شاہ جیؒ کو داد دی اور کہا کہ انہوں نے اپنی ساری زندگی ختم نبوت کی حفاظت میں صرف کر دی اس موقع پر انہوں نے ایک بزرگ کے خواب کا ذکر بھی کیا کہ وہ دیکھتے ہیں کہ حضور ﷺ ایک جگہ تشریف فرما ہیں دائیں بائیں سیدنا ابو بکرؓ اور سیدنا عمرؓ بیٹھے ہیں اور سامنے سید عطا اللہ شاہ بخاریؒ اور دوسرے حضرت مولانا عبد القادر رائے پوریؒ بیٹھے ہیں حضور ﷺ کے پاس دو عمامے ہیں آپ نے ایک عمامہ سیدنا صدیق اکبرؓ کو دیکر بخاری کی طرف اشارہ کرکے فرمایا کہ عمامہ اس کے سر پر رکھ دو اس نے ہماری ختم نبوت کی حفاظت کے لیے بڑی محنت کی اور دوسرا عمامہ حضرت رائے پوریؒ کی طرف اشارہ کرکے فرمایا یہ ان کے سر پر رکھ دو۔ تو سید عطاء اللہ بخاریؒ نے عرض کیا کہ حضور ﷺ

---

22 http://www.khatm-e-nubuwwat.com

23 للہی، محمد حسین انصاری، صاحبزادہ، ڈاکٹر، **حیات طیبہ**، ۱۳۳

میں نے جو کچھ لیا ہے اپنے حضرتؒ (مولانا شاہ عبد القادر رائے پوریؒ) سے لیا ہے اگر مناسب خیال فرمائیں تو پہلے عمامہ ان کے سر پر رکھیں۔[24]

بر صغیر کی دو معروف مذہبی تنظیموں "مجلس احرار اسلام" اور "مجلس ختم نبوت" میں در حقیقت مولانا رائے پوریؒ ہی کا جوش وولولہ تھا اور آپ ہی کی توجہات کام کر رہی تھی۔ آپؒ مسلمانوں کی اجتماعی مفاد کی ہر کاوش کو عصری تقاضہ، فرض عین اور خدمت دین گردانتے اور مکمل حمایت کے ساتھ حوصلہ افزائی اور سرپرستی فرماتے تھے اور اپنی ہمت باطنی اور قلبی وروحی توجہ سے اس کام کی تقویت کو ضروری سمجھتے تھے نہ صرف یہ بلکہ ان کوششوں کے ذکر پر آپؒ کی طبیعت میں تازگی اور شگفتگی محسوس ہوتی تھی۔[25]

حضرت رائے پوریؒ سے اکابرین مجلس ختم نبوت کا تعلق:

مجلس تحفظ ختم نبوت میں مولانا سید عطا اللہ شاہ بخاریؒ کے علاوہ جو دیگر شخصیات نمایاں کردار کی حامل تھیں ان میں مولانا محمد علی جالندھریؒ بھی شامل تھے۔ مولانا رائے پوری تحفظ ختم نبوت میں ان کی جدوجہد کے پیش نظر ان سے بڑی شفقت ومحبت فرماتے تھے اور اس حوالہ سے ان کی حوصلہ افزائی اور اکرام فرماتے تھے۔ اسی طرح حضرت رائے پوریؒ، مولانا محمد حیاتؒ (جن کو قادیانیوں اور لاہوری مرزائیوں کی کتابیں ازبر تھیں)، مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ اور مولانا لال حسین اخترؒ کو بلا بھیجتے اور ان کے مرزائیوں کے ساتھ جو مناظرے اور مباحثے ہوتے ان کی روداد سنتے تھے۔ ایک مرتبہ مولانا لال حسین اخترؒ حضرت شاہ عبد القادر رائے پوریؒ کے پاس آئے اور عرض کیا کہ کوئی وظیفہ عنایت کریں؟

حضرت شاہ عبد القادر رائے پوریؒ نے فرمایا: "ختم نبوت کا مسئلہ بیان کرتے رہو یہی وظیفہ ہے۔" حضرت مولانا لال حسین اخترؒ چلے گئے، کچھ عرصہ گزرنے پر پھر گزارش کی، حضرت رائے پوریؒ نے پھر فرمایا:

"ختم نبوت کا کام کرتے رہو، ختم نبوت کی حفاظت ہی سب سے بڑا وظیفہ ہے۔"[26]

حضرت رائے پوریؒ کی آخری عمر میں رد مرزائیت کی طرف بہت زیادہ ہو گئی تھی اور صبح وشام کی مجالس میں بھی مذکورہ بالا حضرات کے مباحثے سنتے تھے اس حوالے سے مولانا محمد ابراہیم سیالکوٹیؒ کی کتاب "شہادت القرآن" کو

---

[24] ندوی ابوالحسن علی، سید، مولانا، **سوانح حضرت مولانا شاہ عبد القادر رائے پوریؒ**، (کراچی: مجلس نشریات اسلام، ۱۳۸۳ھ)، ۲۹۵

[25] گیلانی، امین سید، **ہمارے دور کے چند علمائے حق**، (ملتان: ادارہ تالیفات اشرفیہ، ۱۴۳۹ھ)، ۳۰۰

[26] لدھیانوی، محمد یوسف، **مولانا تحفہ قادیانیت**، ۱۶/۷

بڑی قدر کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ اسے کئی بار مجالس میں پڑھوایا تھا اور اس کے دوبارہ اشاعت کا اہتمام کیا۔ جو حضرات فقہی، جزوی اور اختلافی مسائل میں الجھے رہتے تھے حضرت رائے پوریؒ کو ان سے بڑا صدمہ ہوتا تھا حضرتؒ وہ ان ابحاث کے برعکس اہم کام مرزائی نظریات کی تردید کو قرار دیتے تھے۔[27]

جنوری ۱۹۵۳ء میں جب تحفظ ختم نبوت کی مشہور زمانہ تحریک شروع ہوئی تو حضرت رائے پوریؒ مکمل طور پر اس تحریک کی طرف دھیان رہا اور اسی تفکر کی وجہ سے آپ کی طبیعت اور قویٰ پر بہت گہرا اثر واضح محسوس کیا گیا۔ محمد افضل صاحب (سلطان فاؤنڈری) راقم ہیں کہ تحریک ختم نبوت کے زمانہ کی بات ہے آپؒ اپنے آبائی علاقہ ڈُھڈیاں کے سفر پر تھے۔ پنجاب سے ایک مشہور عالم حضرتؒ کی موجودگی کی اطلاع ہونے پر ملاقات کے لیے ڈھڈیاں آئے، اس زمانے میں تحریک کا مرکز لاہور تھا اور وہاں گاؤں تک اطلاعات پہنچتے پہنچتے دیر ہو جاتی تھی۔ آپؒ نے گمان کیا شہر سے آئے ہیں، تازہ حالات سے باخبر ہوں گے آپؒ نے بڑے شوق سے تحریک اور لاہور کے حالات دریافت کیے، انہوں نے لاعلمی کا اظہار کیا (جس سے بے توجہی ظاہر ہوئی) حضرتؒ اس پر بہت مایوس اور پژمردہ ہوئے۔ جس زمانہ میں تحریک ختم نبوت کے رہنماؤں پر مقدمہ چل رہا تھا اور مجلس احرار اسلام کے سیکرٹری مولوی مظہر علی اظہر احرار کے رہنماؤں اور کارکنوں کے وکیل تھے حضرت رائے پوریؒ بہت دیر، ان سے احراری کارکنوں کے مقدمات کے حوالے سے گفتگو کرتے رہے۔[28]

---

[27] للہی، محمد حسین انصاری، صاحبزادہ ڈاکٹر، **حیات طیبہ**، ۱۳۴

[28] ایضاً، ۱۳۴، حضرت مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ کے انتقال کے بعد ''حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ''، ''حضرت مولانا خیر محمد جالندھریؒ''، ''خانقاہ سراجیہ کندیاں کے حضرت مولانا خان محمدؒ'' اور ''حضرت مولانا عبداللہ درخواستیؒ'' تحریک ختم نبوت کے سرپرست رہے ''مجلس تحفظ ختم نبوت'' کے موئسس اور پہلے امیر سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ تھے۔ شاہ جی کا انتقال ۱۹۶۱ء میں ہوا اور ''مولانا قاضی احساس احمد شجاع آبادیؒ'' کو جانشینی ملی۔ ان کی وفات پر ''محمد علی جالندھریؒ'' کو امارت سونپی گئی ان کی رحلت کے بعد ''مولانا لال حسین اختر'' امیر مقرر ہوئے۔ ان کے بعد کچھ عرصہ کے لیے ''حضرت مولانا محمد حیات صاحبؒ'' کو امارت ملی مگر اپنی بیماری نقاہت کی بنا پر انہوں نے معذرت کرلی۔ پھر اللہ تعالیٰ کا حفاظت دین وعدہ پورا ہوا ایسی شخصیت کو امارت عطاء ہوئی جو اپنے اسلاف کے علوم و روایات کی امین تھی۔ یہ شخصیت شیخ الاسلام ''حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ'' کی تھی۔ تحفظ ختم نبوت اور رد قادیانیت، حضرت مولانا محمد انور شاہ کشمیری کی وراثت و امانت تھی اور اس کا اہل علوم انوری کے وارث حضرت شیخ بنوری سے بہتر اور کون ہو سکتا تھا۔ چنانچہ امیر شریعتؒ کی امارت، خطیب پاکستان مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ کی خطابت، مجاہد ملت مولانا محمد علی جالندھریؒ کی ذہانت، مولانا لال حسین اختر کی رفاقت، مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ کی بلندی عزم نے نہ صرف ''مجلس ختم نبوت'' کو کامیابی ملی بلکہ ان حضرات کی قیادت نے قادیانیت کے پرفتن سیلاب کو بندھ باندھا یہاں تک کہ مرزا غلام احمد قادیانی کی جھوٹی نبوت پر کذب و افتراء کی مہر آئین پاکستان کا حصہ بن گئی۔

تحفظِ ختم نبوت کے لیئے حضرت رائے پوریؒ کی وسیع تر کاوشیں چونکہ قادیانی، تبلیغی مشن کے نام سے یورپ کے علاوہ عرب ممالک میں بھی کام کررہے تھے اور عرب ممالک کے اکثر لوگ اس تحریک کی حقیقت سے ناواقف تھے اور عربی زبان میں کوئی کتاب قادیانیت پر نہ تھی، حضرت رائے پوریؒ نے خاص طور پر برصغیر کے معروف نثر نگار عالم دین مولانا سید ابو الحسن علی ندویؒ کو حکم دیا کہ آپ عربی زبان میں قادیانیت پر ایک کتاب لکھ دیں۔ اس کے لیے ان کو خود اپنے پاس لاہور میں ٹھہرایا اور صوفی عبد الحمید خان صاحبؒ کی کوٹھی کا ایک کمرہ ان کے لیے مختص کر دیا گیا اور مولانا محمد حیات صاحبؒ اور قاضی احسان احمدؒ کو فرمایا کہ مرزا صاحب کی کتابیں اور ان کے رد میں جو کچھ لکھا گیا ہے وہ مولانا ندویؒ کو مہیا کریں۔ "تحریک ختم نبوت" کے زمانے میں چونکہ عرب ممالک عربیہ کے اخبارات میں یک طرفہ اطلاعات شائع ہو رہی تھیں اور تصویر کا صرف ایک ہی رخ پیش کیا جارہا تھا، قادیانی جماعت کو محض ایک ایسے ستم رسیدہ فرقہ کی حیثیت سے دیکھا جا رہا تھا جو اکثریت اور جاہل متعصب مسلمانوں کی ہر طرح کی دست درازیوں کا نشانہ بنا ہوا تھا، مولانا ندویؒ نے اپنے عرب دوستوں کو حقیقت حال سے مطلع کرنے کے لیے ابتداً ایک خط کی شکل میں (جو بعد میں ایک رسالہ کی شکل میں شائع ہوا) قادیانیت اور پاکستان کی تحریک ختم نبوت کے متعلق کچھ لکھا تھا، جس کا سرمایہ علم، صرف پروفیسر الیاس برنی کا ایک رسالہ "قادیانیت کا محاسبہ" اور مولانا ابو الاعلیٰ مودودیؒ کا "قادیانی مسئلہ" تھا۔[29]

چنانچہ مولانا ندویؒ نے صرف ایک ماہ میں ۲۷ فروری ۱۹۵۸ کو عربی زبان میں قادیانیت پر ایک تحقیقی اور جامع کتاب "القادیانی و القادیانیہ" مرتب کی، جو خوبصورت عربی ٹائپنگ میں طبع ہوئی اور مصر وشام نیز افریقہ کے ان حصوں میں جہاں قادیانیت نے فروغ حاصل کرنا شروع کیا تھا اس کتاب نے بڑی مفید خدمت انجام دی اور کہیں کہیں اس نے پشتہ کا کام دیا پھر ایک سال کے بعد اس عربی کتاب کا حضرت رائے پوری نے اردو میں ترجمہ کرنے کا حکم دیا اور ایک ماہ کے اندر اندر یہ کام بھی ہو گیا اور بہت سے اضافوں کے ساتھ "قادیانیت" کے نام سے یہ کتاب لاہور سے شائع ہوئی۔ اور اس نے سنجیدہ حلقوں کو بہت متاثر کیا اور اخبارات ورسائل نے اس پر بڑے وقیع تبصرے شائع کیے۔ خود حضرتؒ نے مجلس میں کتاب پڑھوا کر سنی۔ اس تفصیل سے حضرت رائے پوریؒ کے شغف اور اس فکر و اہتمام کا اندازہ ہو سکتا ہے جو آپؒ کو قادیانیت کے رد کے بارے میں تھی۔[30]

---

[29] ندوی، ابو الحسن علی، سید، مولانا، سوانح حضرت مولانا شاہ عبد القادر رائے پوریؒ، ۳۰۲

[30] اللہ وسایا، مولانا، **آئینہ قادیانیت**، ۱۲۶، ۱۲۵

مجلس تحفظ ختم نبوت کی کامیاب کاوشیں:

حضرت رائے پوریؒ کی سرپرستی میں قائم ہونے والی مجلس تحفظ ختم نبوت "کی مساعی کا جائزہ لیا جائے تو اس کے کئی ایک اثرات ظاہر ہو چکے ہیں۔ اور اس کے اثرات اور حاصل کردہ اہداف پر بھی نظر ڈالنی چاہیے جو مجلس تحفظ ختم نبوت کی لگاتار جدوجہد اور امت مسلمہ کے اتحاد و امداد باہمی کے نتیجہ میں حاصل ہوئے۔

۱۔ مئی ۱۹۷۴ء میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی امیر حضرت مولانا محمد یوسف بنوریؒ کی قیادت میں دوسری مرتبہ تحریک چلی۔ جس کے نتیجے میں قومی اسمبلی پاکستان نے قادیانیوں کو غیر مسلم ہونے کا آئینی فیصلہ کیا۔

۲۔ ۱۹۸۳ء میں امیر حضرت مولانا خان محمدؒ کی قیادت میں تیسری بار تحریک چلی بالآخر صدر پاکستان جنرل محمد ضیاالحق نے ۲۶ اپریل ۱۹۸۴ء کو ایک آرڈی نینس جاری کیا۔ جس سے قادیانیوں کی تبلیغی سرگرمیوں پر مکمل پابندی لگ گئی۔[31]

۳۔ پاکستان میں تحریک تحفظ ختم نبوت کی کامیاب کی وجہ سے باقی دنیا پر قادیانیوں کا کفر و نفاق عیاں ہو گیا۔ اور دنیا کے دور دراز ممالک کے مسلمان بھی قادیانیوں کے کذب و افترٰی سے واقف ہو گئے۔ موجودہ زمانے میں تقریباً تیس اسلامی ممالک میں قادیانی مرتد، کافر، دائرہ اسلام سے خارج اور خلاف قانون قرار دیے جا چکے ہیں۔

---

[31] لدھیانوی، محمد یوسف، **مولانا تحفہ قادیانیت**، ۷/۱، تنظیم "عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت"، نمایاں خصوصیات کی حامل ہے:

- "عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت تمام سیاسی مقاصد اور جدوجہد سے پاک ہے"۔
- "اس کی مخصوص خصوصیت اسلام کی تبلیغ اور خاص طور پر پیغمبر اسلام حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے آخر عقیدے پر اعتقاد کا تحفظ ہے"۔
- "دنیا کی مختلف زبانوں میں لاکھوں روپے مالیت لٹریچر مفت شائع اور تقسیم کیا جاتا ہے۔"
- "عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی سے ہفتہ وار "ختم نبوت" اور ملتان سے ماہانہ "لولاک" رسالہ شائع کرتی ہے۔ جس کی مفت مطالعہ اور نقل شدہ مواد کی سہولت پشاور سے پوری دنیا کو اس ویب سائٹ کے ذریعہ کی جاتی ہے"۔ http//www.khatm-e-nubuwwat.com
- "پاکستان میں پچاس مرکزی دفاتر اور بارہ دینی مدارس کے ساتھ ساتھ بیرونی ممالک میں بھی مکمل طور پر کام جاری ہے۔"
- "عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام چناب نگر میں دو عظیم مساجد اور دو مدرسے کام کر رہے ہیں۔"
- ملتان میں "عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت "کا مرکزی سکریٹریٹ"، دارالمبلغین "(مبلغین کا مرکز)، "دارالتصنیف"(مرکز تحریر) اور ایک مدرسہ کے ذریعہ اپنی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔
- آنحضرت ﷺ کی رسالت کا تقدس اور پیغمبر اسلام اور آپ ﷺ کی ختم نبوت پر یقین کے لیے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت دنیا کے بہت سارے ممالک میں تبلیغ اور اصلاح کے دوروں اور کانفرنسوں کا اہتمام کرتی ہے جیسے برطانیہ، امریکہ، افریقہ وغیرہ،

للہی، محمد حسین انصاری، صاحبزادہ، ڈاکٹر، **حیات طیبہ**، ۴۹۹

۴۔ بہاولپور سے ماریشیس اور جوہانسبرگ (جنوبی افریقہ) تک کے بہت سے ممالک کی عدالتوں میں قادیانیوں کا غیر مسلم ہونا قرار پاچکا ہے۔

۵۔ شمالی (افریقہ) میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی کاوشوں سے تیس ہزار قادیانی قادیانیت سے تائب ہو کر اسلام قبول کر چکے ہیں۔

۶۔ قیام پاکستان سے ۱۹۷۴ء تک "ربوہ" ایک قسم کا خود ساختہ خود مختار قادیانی علاقہ بن چکا تھا جو مسلمانوں کے لیے ممنوعہ علاقہ تھا۔ ریلوے اور ڈاک خانہ کے جیسے سرکاری عہدوں کے لیے قادیانی ہونا لازم تھا۔ لیکن اب "ربوہ" کا تسلط ختم ہو چکا ہے وہاں زیادہ تر سرکاری ملازمین مسلمان ہیں ۱۹۷۵ء سے مسلمانوں کی باجماعت نماز بھی ہوتی ہے اور مجلس تحفظ ختم نبوت کے مدارس اور دفاتر ولائبریریاں بھی قائم ہیں۔

۷۔ قادیانی اپنے مردوں کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنے پر مصر تھے، لیکن اب منع کر دیا گیا ہے۔

۸۔ پاسپورٹ، شناختی کارڈ اور فوجی ملازمتوں کے فارموں میں قادیانیوں کو اپنے مذہب کی وضاحت کرنی پڑتی ہے۔

۹۔ پاکستان میں ختم نبوت کے خلاف کہنا اور لکھنا تعزیری جرم قرار دیا جا چکا ہے۔

۱۰۔ سعودی عرب، لیبیا سمیت دیگر اسلامی ممالک میں قادیانیوں کا داخلہ ممنوع ہے اور انہیں "عالم کفر کے جاسوس" قرار دیا چکا ہے۔

۱۱۔ پہلے مرزا غلام احمد قادیانی کی نبوت کے خلاف بات کرنا پاکستان میں جرم تھا مگر اب قادیانی اپنے آپ کو مسلمان کہہ نہیں سکتے۔[32]

الغرض تحفظ ختم نبوت کے لیئے کی جانے والی علمی، آئینی و قانونی کاوشوں کے لیئے حضرت مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوری کی بھرپور سرپرستی اور مسلسل رہنمائی میں مجلس تحفظ ختم نبوت اور اس کے اکابر حضرات مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری، مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادی، مولانا محمد علی جالندھریؒ، مولانا لال حسین اخترؒ، مولانا محمد حیاتؒ اور مولانا ابو الحسن علی ندویؒ جیسی کئی شخصیات نے شبانہ روز بے لوث خدمات انجام دیں۔ یوں ایک بوریہ نشین شیخ طریقت نے پس پردہ رہ کر جو کلیدی کردار ادا کیا وہ نہ صرف صفحات تاریخ پر نقش ہے بلکہ بارگاہ الٰہی میں ان شاء اللہ ان کے درجات کی بلندی کا ذریعہ ہے۔ درج بالا واقعات سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت رائے پوریؒ کی ملک و ملت کے حالات اور درپیش چیلنجز پر نہ صرف گہری نگاہ تھی بلکہ آپ مردان کار کے رہبر و رہنماء بھی تھے۔

---

[32] جانباز، مرزا، **حیات امیر شریعت**، (لاہور: مکتبہ تبصرہ، 1953)، ۱۳۳